ماہنامہ

المعارف

بیادگار
عاشقِ مصلحِ الامت حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ

بفیض
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا محمد ذاکر رحیمی صاحب قدس اللہ سرہ

مدیر

مولانا قاری محمد عارف رحیمی

شمارہ: (۱) فروری ۲۰۲۲ء - جلد: (۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانقاہ رحیمیہ و جامعہ رحیمیہ خیر المدارس کا دینی، علمی، اصلاحی، ترجمان

ماہنامہ

المعارف

جلد ۶

شمارہ ۱

فروری ۲۰۲۲ء

جمادی الاخری/رجب المرجب ۱۴۴۳ھ

بیادگار

عاشق مصلح الامت حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نور اللہ مرقدہ

بہ فیض

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا شاہ محمد ذاکر رحیمی صاحب قدس سرہ

مرتب

محمد حماد عاطف رحیمی

مدیر

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

مجلس معاونت

اساتذہ جامعہ

کمپوزنگ و ڈیزائننگ

مولانا سہیل احمد

سالانہ زر تعاون

۱۵۰ روپئے

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ

AL-MAARIF

JAMIA RAHEEMIA KHAIRUL MADARIS

Beside: Masjid -e- Ashraf, Deeramathi 2nd Street, PERNAMBUT - 635810.
Vellore Dist, Tamil Nadu (India). P.O. Box No: 32

Cell: +91 9894306751, +91 9952557549, +91 9894641484.

Email: raheemitrust@gmail.com

A/c no. 1095201001113 - IFSC CODE CNRB 0001095

CANARA BANK PERNAMBUT BRANCH

طابع و ناشر محمد حماد عاطف رحیمی نے جے یم پراسس چنئی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ المعارف جامعہ رحیمیہ خیر المدارس پرنامبٹ سے شائع کیا

آئینۂ مضامین

نگاہِ اوّلیں	ترقی کا زینہ	مدیر	۳
نورِ حراء	اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کا حکم دیا ہے	حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری علیہ الرحمہ	۵
شمعِ رسالت	اللہ کو کن خوش نصیبوں سے پیار ہے	مولانا امتیاز احمد خطیب	۷
بزمِ درویش	ملفوظاتِ رحیمی	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم نور اللہ مرقدہ	۱۱
درِّ نایاب	معارفِ رحیمی	شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذاکر رحیمی نور اللہ مرقدہ	۱۲
فغانِ کلیم	اثر انگیز نصائح	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۱۴
مضامین	انسانیت کا پیغام حُسنِ اخلاق کے بغیر ناممکن ہے	مولانا حمید اللہ قاسمی، کبیر نگری	۱۶
مضامین	بُری صحبت سے پرہیز	مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ	۲۰
امثال وعبر	حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے حالات ومناقب	حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
نورِ نبوت	متفرق سنتیں	مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب	۲۶
مشعلِ راہ	بعض شرعی احکام کی مصلحتیں	شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم	۲۷
اوراد ووظائف	دُعا برائے آسانئ محاسبہ	از: مرتّب	۳۱
مسک الحرمین	شوق مدینۃ النبی ﷺ	حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب ثاقبؔ باندوی رحمۃ اللہ علیہ	۳۲

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے

’’المعارف‘‘ کی توسیع واشاعت میں حصہ لے کر اشاعتِ دین کا ثواب حاصل کریں۔ (ادارہ)

نگاہِ اوّلیں

مدیر

ترقی کا زینہ

حدیث مبارکہ میں تواضع کی بڑی اہمیت بتائی گئی ہے، کیونکہ انسان کے اندر جب غرور وتکبر آجاتا ہے تو اس کی وجہ سے بڑی بڑی عبادتیں بھی بے کار ہوجاتی ہیں، حضرت جبرئیلؑ ایک مرتبہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کعبۃ اللہ کے قریب تشریف فرما تھے تو حضرت جبرئیل امینؑ بھیگی بھیگی آنکھوں کے ساتھ کعبۃ اللہ کو لپٹ کر دُعا کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ! آپ نے کیا دُعا کی؟ تو حضرت جبرئیلؑ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ! میرے نام کو آپ مت تبدیل کیجئے۔ غور کریں حضرت جبرئیلؑ کی اس وقت دُعا یہ تھی کہ میرے نام کو مت بدلیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کیا مطلب؟ فرمایا شیطان کی مقبولیت اور اس کی مردودیت کو ہم دیکھ رہے تھے کہ ایک وہ وقت تھا جبکہ اس کا نام عزازیل تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادتیں کرتے ہوئے فرشتوں کے برابر تھا، لیکن اس کے تکبر وغرور نے اس کو ذلیل وخوار کردیا پھر اس کا نام ابلیس اور شیطان رکھدیا گیا، جب سے میں نے یہ دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ سے میں یہی دُعا کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ مجھ سے راضی رہئے اور میرا نام جبرئیل ہی رہنے دیجئے۔ یہ حضرت جبرئیلؑ کی تواضع ہے۔

حالانکہ اسباب کی طرف جائیں گے تو جبرئیلؑ سوچ سکتے تھے کہ شیطان تو زمین کا تھا اس کے اندر غرور اور تکبر اور آگ سے پیدا ہوا تھا اور میں نور سے پیدا ہوا ہوں میرے اندر کہاں کا غرور وتکبر؟ ہم نورانی مخلوق تو ہر وقت سجدہ اور قیام وقعود کی حالت میں ہی وقت گذار رہے ہیں یہ سوچ سکتے تھے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حقیقی بندوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ اعلیٰ وارفع کمالات واوصاف کے باوجود انہیں کھٹکا اور فکر سوار رہتی ہے کہ مجھے کیسے رہنا ہے تو فرمایا ''مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللہ'' جیسے جیسے انسان تواضع اختیار کرتا ہے ویسے ویسے بلندیاں بھی اس کو ملتی چلی جاتی ہیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا مقام کیا ہے؟ پوری دنیا کے جتنے بھی مشہور ومعروف علماء اور نامور مذہبی اسکالرز ہیں ان میں سرفہرست مولانا محمد تقی عثمانی صاحب ہیں اتنا

اونچا مقام کیسے ملا؟ حضرت کے تواضع کی وجہ سے، حضرت خود فرماتے ہیں میں اور مولانا رفیع عثمانی صاحب ،حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ، جو حضرت تھانویؒ کے خلیفہ ہیں ان کی خدمت میں پہونچے اور کہنے لگے کہ حضرت! ہم آپ کے پاس بیعت کی درخواست لے کر آئے ہیں آپ ہمیں بیعت کر لیجئے۔ تو حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحبؒ نے فرمایا کہ میری کچھ شرائط ہیں اگر وہ شرائط قبول ہیں تو بیعت کر سکتا ہوں تو ہم نے کہا کہ حضرت! وہ کیا شرطیں ہیں ہر شرط ہمیں قبول ہے تو فرمانے لگے دس سال تک کہیں بیان نہیں کرنا، اب بتاؤ بیان کرنے کی جسے صلاحیت ہو اور عین جوانی کا زمانہ ہو، ہر جگہ ان کے بیانات کی واہ واہ کی جاتی ہو؛ ایسے وقت میں اگر یہ کہا جائے کہ دس سال تک بیان نہ کرو تو ہاں میں ہاں ملانا بڑی آسان بات ہے لیکن نبھانا مشکل ہے دونوں نے کہا کہ الحمدللہ ہمیں قبول ہے ہم بیان کہیں نہیں کریں گے۔ تو حضرت فرماتے ہیں ان دس سال کے اندر بیانات کیلئے ایسی ایسی جگہوں سے ہمیں بلایا گیا کہ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے لیکن شیخ کا حکم تھا اس وجہ سے ہم کہیں بیان نہیں کئے۔ دس سال پورے ہوئے ہیں اور یہ وعدہ پورا کیا گیا ہے تو اس کے بعد پھل کیا ملا؟ حضرت فرماتے ہیں کہ جب دس سال پورے ہوئے تو پورے پاکستان کا مجھے چیف جسٹس یعنی قاضی القضاۃ بنایا گیا تو پھر چہار دانگ عالم سے شیخ الاسلام کو دعوتِ اسفار شروع ہوئے اور شاید ہی دنیا کا کوئی ملک بچ گیا ہو جہاں حضرت کی رسائی نہ ہوئی ہو۔

تو یہ کیا چیز ہے؟ ''مَنۡ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہ'' انسان جیسے جیسے اپنے آپ کو ہیچ سمجھتا ہے کہتا ہے کہ میرے اندر کوئی قابلیت نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بڑا پسند آتا ہے اور انبیاء میں یہ تواضع والی شان سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم تھی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے نام ہیں جو قرآن کریم میں مذکور ہیں، آپ کے نام ہی سے سورۂ محمد ہے اور حضرت عیسیٰؑ کی بشارت میں احمد والا نام استعمال ہے مبشر والا نام ہے نذیر والا نام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعہ معراج کے ذکر میں بجائے نام کے لفظِ عبد استعمال فرمایا، بتانا مقصود تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا کمال عبدیت اور تواضع ہے اور اسی کا ثمرہ معراج ہے چنانچہ فرمایا کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے شان عبدیت والے بندے کو زمین سے آسمان تک سیر کرائی تو خاص کر پڑھنے والوں کے اندر تواضع بہت ضروری ہے۔

انسان کو کبھی یہ نہ سوچنا چاہئے کہ میں کچھ ہوں جب یہ سوچ لیتا ہے کہ کچھ ہوں تو سمجھو کہ کچھ نہیں ہے سارے چیزیں کرنے کے بعد کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں تو وہ آگے اور بڑھ جاتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری علیہ الرحمہ

اللہ تعالیٰ نے تین کاموں کا حکم دیا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ اَمَرَ رَبِّیۡ بِالۡقِسۡطِ ۟ وَ اَقِیۡمُوۡا وُجُوۡہَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ وَّ ادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ کَمَا بَدَاَکُمۡ تَعُوۡدُوۡنَ ؕ فَرِیۡقًا ہَدٰی وَ فَرِیۡقًا حَقَّ عَلَیۡہِمُ الضَّلٰلَۃُ ؕ اِنَّہُمُ اتَّخَذُوا الشَّیٰطِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ مُّہۡتَدُوۡنَ ۔

ایک: انصاف کرنے کا حکم دیا ہے، اگر اسلاف کی بات گمراہی کی بات ہو تو انصاف کی بات یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دیا جائے، اسی طرح انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات بے دلیل منسوب نہ کی جائے۔

دوسرا: عبادات میں چہرہ سیدھا اللہ تعالیٰ کی طرف رکھا جائے، عبادت میں ادنیٰ شرک کی آمیزش نہ کی جائے، حدیث شریف میں عبادات میں دکھاوا کرنے کو بھی شرک قرار دیا ہے۔

تیسرا: اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی اخلاص کے ساتھ کی جائے اور دل کی تھاہ سے کی جائے، غافل دل کی دُعا اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتے۔

یہ وہ تین کام ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، جبکہ مشرکین کا حال یہ ہے کہ وہ ان کاموں سے کوسوں دور ہیں، وہ بے حیائی کے کاموں کے سلسلہ میں انصاف نہیں کرتے، پرانی لکیر پیٹے جا رہے ہیں، اور اس کو اللہ کی شریعت بتاتے ہیں، اور حج یا عمرہ کا احرام باندھتے ہیں تو تلبیہ اس طرح پڑھتے ہیں: ”لاشریك لك، الا شریكا هولك، تملكه وماملك“ آپ کا کوئی شریک نہیں، ہاں ایک شریک (مورتی) ہے جو آپ کا ہے، یعنی آپ نے اس کو شریک بنایا ہے، آپ مالک ہیں، وہ کسی چیز کا مالک نہیں! پھر بھی وہ شریک ہے! جب اس طرح تلبیہ پڑھا تو حج اور

عمرہ میں رُخ صرف اللہ کی طرف کہاں رہا؟ اور تلبیہ ایک دُعا ہے: اس میں اخلاص کہاں رہا؟ اور دُعا ایک عبادت ہے، پس دین اللہ کے لئے خالص کہاں رہا؟

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ۔

ترجمہ: آپ کہیں: میرے پروردگار نے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے، اور سیدھا رکھو تم اپنے چہروں کو عبادت کے وقت — یعنی ہر عبادت اللہ ہی کے لئے کرو — اور اس کو پکارو — دُعا کرو — اس کے لئے دین کو خالص کر کے — شرک کے ساتھ دُعا مت کرو، وہ قبول نہیں ہوتی۔

مورتیوں کی پوجا کرنے والا کبھی راہ یاب نہیں ہوسکتا

انسان کو اللہ تعالیٰ ہی نے پہلی بار پیدا کیا ہے، پھر ان کو زمین میں پھیلا دیا، اور بالآخر ان کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے، وہ ابتدائے آفرینش میں تو ایک تھے، پھر جدا جدا ہو گئے، چنانچہ وہ دو جماعتیں بن کر لوٹیں گے، ایک جماعت راہ یاب ہوگی، دوسری پرلے درجہ کی گمراہ، اس لئے کہ انہوں نے شیاطین (مورتیوں) کو اللہ کی عبادت میں شریک کیا ہے، جن کو وہ اللہ سے کم درجہ کا سمجھتے ہیں، پھر بھی برابر کا شریک کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ یاب ہیں، حالانکہ جو معبود حقیقی کو چھوڑ کر شیاطین (مورتیوں) کی پوجا کرے وہ راہ یاب کیسے ہوسکتا ہے؟

كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ۔ فَرِيْقًا هَدٰى وَفَرِيْقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ الضَّلٰلَةُ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ: جس طرح تم کو پہلی بار پیدا کیا تم لوٹ آؤ گے — جاؤ گے کہاں؟ — ایک جماعت کو اللہ نے ہدایت دی، اور دوسری جماعت پر گمراہی کا ٹھپّہ لگ گیا، بے شک انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر شیاطین (مورتیوں) کو کارساز (معبود) بنایا، اور وہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راہ یاب ہیں! — اسی شرک کی وجہ سے ان پر گمراہی کا ٹھپّہ لگ گیا ہے۔

مولانا امتیاز احمد خطیب

اللہ کو کن خوش نصیبوں سے پیار ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِیَّ الْغَنِیَّ الْخَفِیَّ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ اُس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیزگار مخلوق سے بے نیاز اور پوشیدہ ہو۔

محبت خداوندی کی انتہاء: اللہ تعالیٰ کی کریم ذات اپنے بندوں کے ساتھ بڑی مہربان اور بہت زیادہ محبت وشفقت کرنے والی ہے، اس کی وضاحت کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کی طرف مثال منسوب کرتے ہوئے فرمایا "لَلّٰہُ اَرْحَمُ بِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا۔ (مسلم)" اللہ اپنے بندوں سے اس (ماں) سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر مہربان ہوسکتی ہے اور اس مثال وتشبیہ کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ ماں کی محبت اور اس کی مامتا سے ہر کوئی واقف ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ پوری کائنات میں ماں سے بڑھ کر رحم دل اور محبت وشفقت کا پیکر کوئی نہیں ہوسکتا، تو اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سمجھا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی ذات ہے جس کی محبت وشفقت ماں سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی محبت کی انتہاء ہے نہ متعینہ تعداد، یہ جو مشہور ہے کہ اللہ کی محبت ستر ماں سے زیادہ ہے، بس عوام الناس کا مغالطہ ہے۔

اس قدر بے پناہ محبت کے باوجود سنت اللہ یہی ہے کہ جو اس کی راہ کا طلبگار و خواستگار ہوگا وہی اس کی محبت کا مستحق بھی ہوگا جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ''وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ (العنکبوت) ''اور جنہوں نے محنت کی ہمارے واسطے تو ہم سمجھا دیں گے ان کو اپنی راہیں، اس سے معلوم ہوا کہ ہم محبت خداوندی کو حاصل کرنے کیلئے مجاہدوں کے ساتھ اوصاف حمیدہ اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

عشق خداوندی کا تقاضہ: چونکہ عاشق صادق اور محب مخلص اپنے دعوائے محبت وعشق میں اسی وقت سچا سمجھا جائے گا جبکہ وہ اپنے محبوب ومعشوق کے پسندیدہ اقوال وافعال، عادات واخلاق اور اس کی مرضیات ونامرضیات کا خیال بھی رکھے، جو عاشق ان اوصاف سے خالی اور عاری ہو، صرف عشق ومحبت رسمی اور اسمی ہو تو اس کو زبانی جمع خرچ ہی کہا جا سکتا ہے۔

عشق کے دعویداروں کیلئے مذکورۂ بالا حدیث میں تین اوصاف مذکور ہیں، اگر اس سے متصف ہوں تو ہی عنداللہ مقبول ومنظور ہوں گے ورنہ محبت کا تو دم بھرتے ہوں گے مگر دربارِ ایزدی میں اس کی کوئی حیثیت وحقیقت نہیں ہوگی، چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ ''یعنی بے شک اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو پرہیز گار، مخلوق سے بیزار اور ان سے پوشیدہ ہو۔

پہلی صفت: سب سے پہلی صفت ''اَلتَّقِيّ ''یعنی تقویٰ و پرہیز گاری، تقوی کیا ہے؟ تقوی ایک جامع لفظ ہے، اپنے مفہوم کے اعتبار سے بہت وسیع ہے، موٹے لفظوں میں تقویٰ خوفِ الٰہی کا دوسرا نام ہے، اللہ سے ڈر کر عبادت کی طرف زیادہ سے زیادہ رغبت اور گناہوں سے کنارہ کش ہونا تقویٰ کی حقیقت ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ تقویٰ کی یوں تعریف فرماتے ہیں ''التقوی ھی الخوف

من الجليل والعمل بالتنزيل والقناعة بالقليل والاستعداد ليوم الرحيل ''گویا کہ حضرت علیؓ کے نزدیک تقویٰ چار چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے اللہ کا خوف، شریعت کے مطابق عمل، کم پر قناعت اور آخرت کی تیاری۔

تقویٰ کے درجات: تقویٰ کا پہلا درجہ تو یہ ہے کہ بندہ کفر و شرک سے بچ جائے یہ سب سے کم اور ادنیٰ درجہ ہے، تقویٰ کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ انسان جیسے کفر و شرک سے بچتا ہے، تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے بھی بچ جائے، یہ درمیانی درجہ کا تقویٰ ہے، جو ہر مسلمان پر واجب ہے اور محاورہ میں اسی کا نام تقویٰ ہے، تقویٰ کا تیسرا اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ انسان اپنے اللہ اور انجام کے خوف سے جملہ معاصی اور محرمات سے بچتا ہی ہو، اسی کے ساتھ مکروہات اور مشتبہات سے بھی بچ جائے یہی حق تقویٰ اور حقیقی تقویٰ ہے۔

دوسری صفت: ''اَلْغَنِیّ'' دوسری صفت ہے، غنی بے نیاز اور بے احتیاجی کو کہتے ہیں، کلی طور پر بے نیاز ہونا، اللہ کے سوا کسی کے سزاوار نہیں، جیسا کہ ارشاد باری ہے: ''اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ'' ترجمہ: بے شک خدا ہی بے نیاز اور قابل ستائش ہے۔ ہاں قدرے بے محتاج ہونا اور جو مقدر و میسر ہے اس پر قانع و شاکر رہنا بھی غناء ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے ''وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى'' اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا میں اَغنی سے اس قسم کی غناء ہی مراد ہے، اور اس طرح کی غناء کے تعلق سے ارشاد نبویؐ ہے: ''الغنى غنى النفس'' یعنی غناء درحقیقت دل کی مالداری کا نام ہے، جب یہ صفت پیدا ہوگی تو بندہ مخلوق سے دور و بیزار اور اللہ سے قریب ہو جائے گا، اسی صفت کو پیدا کرنے کیلئے حدیث پاک میں ایک دُعاء کی تعلیم دی گئی ہے۔ ''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ'' اور صفت غناء نہ صرف اللہ کو پسند ہے بلکہ لوگوں کے نزدیک بھی صاحب غناء

کی بڑی پذیرائی اور محبوبیت ہوتی جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ؟ فَقَالَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبُّكَ اللهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاس۔

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نبی کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جن کو میں انجام دوں تو اللہ بھی مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بے رغبتی رکھو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس (مال ومتاع) ہے اس سے بے نیاز ہوجاؤ تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

تیسری صفت: ''اَلْخَفِيّ'' تیسری صفت ہے، خفی کا معنی ہے کہ لوگوں سے علیحدہ اور پوشیدہ جگہ میں رہنے والا، یہاں حدیث پاک میں ''اَلْخَفِيّ'' سے مراد یہ ہے کہ فساد زمانہ اور لوگوں سے اختلاط کی صورت میں دین کا محفوظ رکھنا مشکل ہو تو اپنے آپ کو چھپا ہوا رکھنے والا، مگر غور طلب بات یہ ہے کہ علماء حدیث فرماتے ہیں کہ ابھی یہ وقت نہیں آیا کہ آدمی لوگوں کو چھوڑ کر جنگلات میں چلا جائے اور عبادت میں لگ جائے، ہاں اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ جہاں شریعت وسنت کے خلاف کوئی عمل ہو رہا ہو اگر اس کو روکنے کی طاقت وسکت نہ ہو تو کم از کم اس قسم کی مجالس ومحفلوں سے کنارہ کش اور دور رہ جائیں اسی میں دین وایمان کی حفاظت وسلامتی ہے۔

بہرحال مذکور الصدر حدیث میں تین اوصاف کا ذکر ہے، اگر ہم اس کو اپنالیں تو یقیناً محبت خداوندی سے ہم آراستہ ہوجائیں گے پھر دارین کی فلاح وبہبودی نصیب ہوگی۔

بزمِ درویش

عاشقِ مصلح الامت حضرت مولانا شاہ فضل الرحیم صاحب نوراللہ مرقدہٗ

ملفوظاتِ رحیمی

ارشاد فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی باڑ مکروہ ناپسند چیزوں کے ساتھ لگادی گئی ہے کہ جب تک خلاف طبع باتوں پر عمل نہ کرے گا دخول جنت ناممکن ہے اور اسی طرح دوزخ خواہشات کے ساتھ گھیر دی گئی ہے۔

اسی وجہ سے ہمارے بزرگوں کا یہ حال تھا کہ حصول جنت کی تمنا تو نہیں کرتے بلکہ دوزخ سے چھٹکارا پاجانے اور جنت میں جنتیوں کی جوتیاں چھوڑنے کی جگہ مل جانے کو بہت غنیمت سمجھتے تھے۔

ارشاد فرمایا کہ ایک منظر ہم نے یہ بھی دیکھا کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں شرکت کے لئے لوگ ممبئ میں گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے آیا کرتے تھے۔ بسا اوقات صبح کی نماز کے بعد ہی سے انتظاری میں رہا کرتے تھے حالاں کہ مجلس ٹھیک آٹھ بجے شروع ہوتی تھی۔

آج ہمیں یہ منظر بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ کسی کے اندر وہ طلب وتڑپ نہیں جو ہمارے اندر تھی وہاں لوگ مجلس کے منتظر تھے اب یہاں مجلس لوگوں کی منتظر ہے۔ نہ شوق ہے نہ رغبت کسی کے اندر صحیح طلب نہیں پاتا ہوں اس لئے ہر شخص جیسا تھا اور جہاں تھا اب بھی ویسا ہی ہے اور وہیں ہے۔

یہ سستی یہ بے فکری منافقین کی صفت ہے ایسے ہی منافقین کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں:

وَإِذَا قَامُوْآ إِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى۔

جب نماز کے لئے منافقین کھڑے ہوتے ہیں تو انتہائی سستی بیزاری کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔

معارفِ رحیمی

امام اعظم کا عشق رسولؐ

امام اعظم امام المحدثین حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو کچھ دن قیام فرمایا اور علماء مدینہ نے خوب استفادہ کیا جب نکلنا چاہا تو اہل مدینہ نے روکا تو دو چار دن مزید قیام فرمایا پھر جب نکلنا چاہا تو اصرار ہوا کہ اور رہ جایئے تو فرمایا کہ اس سے زیادہ برداشت نہیں کرسکتا لوگ حیران ہوئے کہ برداشت نہیں کیا بات ہے تو اس پیکر صبر واحترام کا جواب تھا کہ جب سے اس مقدس سرزمین پر آیا ہوں اُسوقت سے آج تک یہاں پیشاب اور پاخانہ کرنیکی ہمت نہ ہوسکی کہ جس زمین کے حصوں پر محبوب خدا کے مبارک قدم پڑے ہوں وہاں قضاء حاجت کی ہمت کون کرے سبحان اللہ۔

امام مالک کا ادب

مدینہ کے عظیم محدث ومجتہد امام مالک علیہ الرحمہ جو تابعین کے دور میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور زندگی بھر مدینے ہی میں رہے اشاعت حدیث کی خدمت انجام دیتے رہے اور مدینہ ہی میں دفن ہونے کی تمنا تھی اسلئے کہیں سفر نہیں کرتے تھے انکے ادب واحترام کے اتنے واقعات ہیں کہ گننا مشکل ہے۔

جب روضۂ مبارک کے سامنے روایت حدیث کی محفل سجتی تو آپ غسل کرکے بھاری لباس پہنکر خوشبو سے معطر ہوکر احادیث بیان فرماتے ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ نہایت ادب کے ساتھ درس حدیث میں مشغول ہیں لیکن چہرے سے ایسے آثار معلوم ہورہے ہیں کہ گویا بار بار

کوئی تکلیف آپکو ہو رہی ہے چہرے کا رنگ بھی بدلنے لگتا ہے جب مجلس ختم ہوئی تو طلبہ کے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ کپڑوں میں کہیں بچھو گھس گیا تھا جو تقریباً سترہ بار ڈنک مارا مگر میں حدیث رسول کی عظمت اور ادب واحترام کی وجہ سے اٹھنے کی ہمت نہیں کر سکا اور ہر ڈنک کو برداشت ہی کرتا رہا۔

امام شافعی کی حالت

امام شافعی علیہ الرحمہ کے بارے مشہور ہے کہ جب کوفہ پہونچے تو امام اعظمؒ کی قبر کی زیارت فرمائی اور جب وہاں نماز کا وقت آیا تو نماز میں آپنے معمول کے مطابق رفع یدین نہیں کیا کسی نے پوچھا تو فرمایا مجھے شرم آئی کہ یہاں صاحب مزار امام اعظم ابوحنیفہ کی مخالفت کروں۔ سبحان اللہ یہ حضرات کتنے پاک نفس اور حق پسند تھے۔

امام شافعی ہی کے متعلق یہ بھی لکھا ہے ایک بار درس کے دوران بار بار معمول کے خلاف اٹھتے اور بیٹھتے بعد میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہمارے ایک استاد کا چھوٹا بچہ گلی میں کھیلتے ہوئے بار بار سامنے آجایا کرتا تھا تو مجھے خیال ہوتا کہ اگر استاذ سامنے آتے تو کیا میں انکے احترام میں کھڑا نہیں ہوتا وہی مقام انکے بچہ کا بھی ہے یہ علماء اور اساتذہ کے ادب واحترام کی اعلی مثال ہے۔

تعلق مع اللہ کے تین درجے ہیں

فرمایا کہ تعلق مع اللہ کے تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اور یہ ادنیٰ درجہ کا تعلق ہے۔ اور دوسرا درجہ یہ کہ جو کوئی کام کرے محض خدا کی رضا کیلئے کرے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو خیر اتنا کام کرے کہ کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہ کرے، اس کا کرنا واجب ہے۔ اور یہ اوسط درجہ ہے، اس کو سب کر سکتے ہیں۔ اور تیسرا درجہ یہ کہ ہمہ وقت ذکر اور طاعت میں مصروف رہے اور یہ اعلیٰ درجہ ہے اور مندوب اس شخص کیلئے ہے کہ جس سے کوئی حق واجب اس مشغولی میں ترک نہ ہو اور نہ ایسی مشغولی اس کے حق میں ناجائز ہے۔

(حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

اثر انگیز نصائح

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں اپنے سے غافل نہیں رہتا۔ یہ کمال ہے ان کا۔ بیان کرتا ہوں تو اپنے کو پیش نظر رکھتا ہوں، مجھ سے یہ غلطی ہو رہی ہے۔ ایک مفتی صاحب ہیں بڑے مفتیوں میں سے ہیں ان کا فون آیا کہ بدنگاہی کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہوں، اولاد بھی ہے انکی، ان کی خوبی یہ ہے کہ اتنے بڑے مفتی ہونے کے باوجود مرض کا اظہار کیا کہ بدنگاہی ہو جاتی ہے۔ علم الگ ہے عمل الگ۔ آج عالم ہو کے اعتراف نہیں کرتے، اعتراف جانتے ہی نہیں ہیں۔ انہوں نے اعتراف کیا کہ یہ مرض مجھ میں پیدا ہو رہا ہے آپ اسکا علاج بتا دو، انکی خوبی یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی کہا کہ یہ مرض ہے، اظہار مرض کیا اسکے بعد میں نے کہا کہ یہ کرو نسخے موجود ہیں، مجربات میں سے ہیں اور مجربات سے فائدہ ہوتا ہے۔ مرض کی اطلاع کرو پہلے، اپنے معایب کو بیان کرو مناقب کو نہیں۔ آج ہم مناقب تو فوراً لکھ کے دیدیں گے کہ یہ خواب دیکھا، یہ کیا، وہ کیا، بہت زیادہ عمدہ حالات ہیں، شیخ متاثر ہو جاتا ہے۔

اصلاح نفس جس کو میں نے عرض کیا کہ فرض عین ہے یہ تو بدوں شیخ کے ہو ہی نہیں سکتا، طب کا اصول یہ ہے کہ کتنی کتابیں رکھی ہوئی ہیں پڑھ لو لیکن علاج ناممکن ہے، پڑھنا تو سب کو آتا ہے اس کی کتابیں موجود ہیں انگریزی میں، اردو میں، عربی میں پڑھ لو، پڑھنا کوئی مشکل نہیں ہے لیکن استاذ بھی تو چاہیئے جو اس کا ماہر ہو۔ پڑھنا الگ ہو گیا اور سمجھنا الگ ہو گیا۔ اس لئے جو لوگ

فارغ ہو گئے ہیں ان کو بہت ڈرنا چاہئے، یہ وبال جان ہو جائیگا یاد رکھو!

خالق و مالک نے فرمایا ''اِتَّقُوا اللّٰہَ'' لیکن اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ کمی اس بات کی ہے کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پر عمل نہیں ہو رہا ہے، پہلے مالک سے رجوع کرو۔ کتنے لامتناہی احسانات ہیں ہمارے اوپر مالک کے، علم کی دولت سے نوازا، بہت بڑی دولت دیدی، اس سے بڑی کیا دولت ہوگی۔ رہبر عطا فرمایا، نبی عطا فرمایا۔ اور کیا چاہئے؟ عمل نہیں کروگے تو پکڑ لئے جاؤگے۔ دنیا کیلئے لوگ کتنے سفر کرتے رہتے ہیں، ہر جگہ جاتے ہیں یورپ جاتے ہیں، امریکہ جاتے ہیں صرف اسلئے کہ پیسہ ملے گا، کاروبار میں ترقی ہوگی۔ یہ دنیا آگئی۔ صحابہ کا کیا طریقہ تھا؟ انہوں نے باقاعدہ تجارت کی لیکن دین کو پیش کیا کہ میں تجارت کرنے آیا ہوں تم کو سکھاؤنگا کہ تجارت کیسے کرو؟ خیانت نہ ہونے پائے۔ چونکہ انہوں نے نبی سے پرورش پائی، انہوں نے نبی سے جو سیکھا اس پر عمل کیا۔ جتنے بھی مشائخ ہیں کسی بھی سلسلہ کے ہوں سب کے وصایا میں یہی ہے کہ ''اِتَّقُوا اللّٰہَ'' پر عمل کرو، گناہ سے بچو، دین پر عمل کرو۔ اسی لئے پہلے لوگ جتنا پڑھتے تھے اس پر عمل بھی کرتے تھے، آج عمل بھی نہیں جانتے اور ادھر توجہ بھی نہیں دیتے۔ ہر ایک کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے۔ جتنا بڑا شیخ ہو وہ اتنا ہی ڈریگا اور ہم لوگ ڈرتے ہی نہیں ہیں، صلحاء جیسا لباس بنالیا لوگ متوجہ ہو گئے کہ صاحب! مولانا صاحب آرہے ہیں، آگے پیچھے ہو جاؤ، دعوتیں ہو رہی ہیں۔ کام دکھاؤ پہلے۔ تم نے دنیا طلبی کو مقصد بنالیا۔ عشق الٰہی تو پیدا نہیں کررہے ہیں، عشق رسول تو پیدا نہیں کررہے ہیں کیسے کامیاب ہو جائیں گے؟ بیان تو خوب کرینگے، بیانات تو روزانہ ہوتے رہتے ہیں مگر کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ پر عمل نہیں ہو رہا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میں صحیح سلامت دنیا سے جاؤں تو تزکیۂ نفس کرلو۔

مضامین

مولانا حمید اللہ قاسمی، کبیر نگری

انسانیت کا پیغام حُسن اخلاق کے بغیر ناممکن ہے

مذہب اسلام میں اخلاق کو جو اہمیت حاصل ہے، اس سے صرف نظر کرنا کسی بھی صورت میں صحیح نہیں ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں جو دُعا مانگتے تھے اس کا ایک حصہ یہ بھی ہوتا تھا کہ ''اے میرے اللہ! تو بہتر سے بہتر اخلاق کی طرف میری رہنمائی فرما، تیرے سوا کوئی بہتر راہ نہیں دکھا سکتا اور بُرے اخلاق کو مجھ سے پھیر دے اور اس کو تیرے سوا کوئی نہیں پھیر سکتا''۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام میں حُسن اخلاق کی بڑی اہمیت ہے، چونکہ حُسن اخلاق کے ذریعہ پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے، اخلاق ہی کی بدولت ایک دوسرے کے دلوں کو جیتا جا سکتا ہے، اور حسن اخلاق کی وجہ سے دلوں میں خوش بختی وسعادتمندی پیدا ہوتی ہے اور ضمیر راضی ہوتا ہے، چونکہ آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ اخلاق کے پرتو کامل تھے، چنانچہ غیر مسلموں پر سب سے زیادہ اثر ڈالنے والی چیز حُسن اخلاق ہی ہے، ماضی میں بھی اسی کے بدولت لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی تھی اور اب بھی ہو سکتی ہے۔

اس کیلئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر ایمان کامل پیدا کریں، عمل صالح پیدا کریں اور اخلاقِ حسنہ کو پیدا کریں، اگر ہمارے اندر اخلاقِ حسنہ پیدا ہو گئے تو تمام مسئلے حل ہو جائیں گے، اور ہمیں دیکھ کر دوسرے لوگ ہماری اتباع کریں گے اور ہماری باتوں کو غور سے سنیں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے، اور کہیں گے کہ مذہب اسلام بہت اچھا مذہب ہے، چونکہ اکثر لوگ سطحی نظر کے ہوتے ہیں، زیادہ تر گہرائی میں نہیں جاتے، وہ آدمی کو دیکھتے ہیں، وہ آدمی کے اخلاق کو دیکھتے ہیں،

اس کے طور طریقے کو دیکھتے ہیں، اس کے رہن سہن کو دیکھتے ہیں، ہندوستان میں جو لوگ مسلمان ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار کو دیکھ کر ہی مسلمان ہوئے ہیں، ماضی میں برادرانِ وطن ہندو بھائیوں نے خواجہ معین الدین چشتی، قطب الدین بختیار کاکی، حضرت نظام الدین اولیاء اور خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمہم اللہ کے کردار اور اخلاقِ حسنہ کو دیکھا، تو لاکھوں کی تعداد نے ان کے ہاتھوں پر اسلام قبول کیا، یہ حضرات جدھر جاتے پورے کا پورا مجمع اسلام میں داخل ہوتا چلا جاتا، جبکہ ان حضرات نے تصنیف و تالیف سے نہیں، تقریر و خطابت سے نہیں بلکہ اخلاقِ حسنہ سے لوگوں کے دلوں کو جیتا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

ہمارے پاس ایک نہیں بلکہ کئی مثالیں موجود ہیں کہ ہمارے اخلاق کو دیکھ کر لوگ توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو گئے، یہ ہمارے حسن اخلاق کا کمال تھا کہ غیر کے دلوں کو اپنی طرف کھینچا، مسلمانوں کے انہی اخلاق وصفات نے انڈونیشیا میں بھی اپنا کام کیا ہے، پورے کا پورا انڈونیشیا عرب تاجروں کے اخلاق کو دیکھ کر یا صوفیائے کرام کی روحانیت کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا، کشمیر کو لے لیجئے کہ جہاں ایک اللہ کا بندہ سید علی ہمدانی تشریف لے گیا، تو سارا کشمیر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا، اسی طرح مشرقی بنگال سارے کا سارا صوفیائے کرام کے اخلاق و کردار کو دیکھ کر مسلمان ہو گیا تھا، چنانچہ اخلاق کے حصول کے لئے مجاہدہ و ریاضت کی ضرورت پیش آتی ہے؛ کیونکہ یہ ایسی دولت ہے جو غیرت و مروت، حیا و تواضع، حلم و ایثار، فراخ دلی اور بلند نگاہی جیسی صفت والے انسان ہی کو حاصل ہوتی ہے، برخلاف تعصب پرستی، تنگ نظری، حرص جاہ و مال والے انسان سے حُسن خلق کوسوں دور ہوتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ والی صفت نہ ہونے پائے، تب جا کر حُسن اخلاق سے مزین ہو سکتا ہے، حُسن اخلاق کے ذریعہ ایک عام

انسان بھی نیکیوں کی ان بلندیوں تک آسانی سے پہنچ جاتا ہے، جہاں تک پہنچنے کے لئے عابد وزاہد اور داعی کو بھی بڑے بڑے مجاہدات کرنے پڑتے ہیں؛ لیکن ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کے اندر اگر اخلاق پایا جاتا ہے، تو یقیناً اس کا حُسن اخلاق ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لاتا ہے کیونکہ اخلاق ایک ایسا جوہر اور ہیرا ہے جو کسی بھی وقت اپنی چمک سے دوسروں کے سیاہ دل کو چمکا سکتا ہے۔

ایک واقعہ ہے کہ ایک شہر میں گنیش نامی شخص نے عمر سے پوچھا کہ مجھے فلاں محلہ کے فلاں مندر میں جانا ہے، عمر نے گنیش کو پتہ بتانے کے ساتھ اس کا سامان خود اُٹھا کر اپنے سر پر رکھا اور اس کے ساتھ چل پڑا، گنیش منع کرتا رہا؛ لیکن عمر نے کہا کہ یہ تو میرے نبی کی سنت ہے، ہمارے نبی اور آخری پیغمبر نے ایک بوڑھی عورت کا سامان اُٹھا کر اس کے گھر تک پہنچایا تھا، آج مجھے بھی اس سنت پر عمل کرنے کا موقع مل رہا ہے، چنانچہ عمر نے گنیش کو اس کے مقام تک پہنچا دیا اور کہا کہ وہ سامنے آپ کا مقام ہے، واپسی پر گنیش عمر سے بڑے محبت بھرے انداز میں ملا اور کہا کہ آپ جس محبت سے میرے ساتھ پیش آئے ہیں اور جس طرح آپ نے میری رہنمائی کی ہے، اس طرح کسی مسلمان نے آج تک نہیں کیا، چنانچہ گنیش عمر سے کافی متأثر ہوا، چند روز بعد گنیش عمر کے گھر آیا اور اس نے کہا کہ میں نے مسلمان ہونے کا فیصلہ کیا ہے، یہ سنتا تھا کہ عمر کے دل میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور گنیش کو محلّہ کی مسجد کے امام صاحب کے پاس لے گیا، جہاں اس نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔

یہ بات پورے وثوق اور اعتماد سے کہی جاسکتی ہے کہ اس ملک میں اگر مسلمانوں کے لئے ترقی کرنے کا، عزت پانے کا، یا قیادت کا کوئی راستہ ہے تو داعی بن کر، اخلاقِ حسنہ اختیار کر کے، مسلمان آج سے پہلے زیادہ اقلیت میں تھے؛ لیکن اس ملک کے قائد تھے، اس ملک کی حفاظت کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں کے سپرد کر رکھا تھا، یہی صورتِ حال اب بھی ہے کہ اگر ہم آج داعی کی

حیثیت اختیار کرلیں تو اللہ تعالیٰ اس کے طفیل میں سب کچھ عنایت فرمادیں گے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں تبدیلی لانے کی کوشش کریں، لوگوں کے سامنے نمونہ بنیں، ہم چھوٹے سے چھوٹے دکاندار ہوں یا بڑے سے بڑے سرمایہ دار، بڑے ملازم ہوں یا چھوٹے درجہ کے ملازم، ہر حال میں اپنے اخلاق سے یہ ثابت کریں کہ مذہب اسلام ایک سچا مذہب ہے، جو صرف انسانیت کی تعلیم دیتا ہے، نفرتوں کے اندھیروں کو جڑ سے ختم کرتا ہے، اسلام میں اونچ نیچ، بھید بھاؤ کا قطعی گذر نہیں، اسلام میں گورے کالے، ذات اور برادری کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں، بس یہی پیغام برادرانِ وطن ہندو بھائیوں کو پہنچایا جائے، بلکہ برادرانِ وطن سے یہ کہا جائے کہ اسلام پیاسے کو پانی پلانے کا نام ہے، بھوکے کو کھانا، کھلانے کا نام اسلام ہے، ننگے کو کپڑا پہنانے کا نام اسلام ہے، غریبوں اور مسکینوں کو گلے لگانے کا نام اسلام ہے، اُخوت و بھائی چارگی کا نام اسلام ہے، مذہب اسلام اس روئے زمین پر بسنے والی تمام انسانیت کا مذہب ہے، نیز حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے لئے تمام انسانوں کے لئے رسول و پیغمبر ہیں اور قرآن کریم ساری انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے، اسلام صرف مسلمانوں ہی کا مذہب نہیں بلکہ یہ یہودیوں کا بھی ہے، عیسائیوں کا بھی ہے، برادرانِ وطن ہندوؤں کا بھی ہے اور باقی تمام دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا بھی اصل مذہب یہی ہے، چونکہ قیامت تک کیلئے یہی دین ہے، اب جو بھی اس کو مان لے گا، وہ کامیاب ہوگا اور جو نہیں مانے گا تو اس کے لئے آخرت میں بڑا خسارہ ہوگا۔

اس لئے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہم قرب وجوار کے ہندو بھائیوں کو اخلاق ومحبت کا گلدستہ پیش کریں کہ وہ ہم سے قریب ہوں، اور جب قریب ہوجائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق انہیں دین سے قریب کریں، ورنہ کل قیامت کے دن ہماری پکڑ ہوگی اور اس وقت ہمیں بچنے کا کوئی موقع نہ ملے گا۔

مضامین

مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ

بُری صحبت سے پرہیز

انسان کی طبیعت پر سب سے زیادہ اثر اس کی سوسائٹی اور ماحول کا پڑتا ہے، اگر آدمی اچھے اور باوقار لوگوں کی صحبت میں رہے تو خود اس کی زندگی بھی باوقار ہوگی اور اگر آبرو باختہ اور بدکردار لوگوں کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا اور میل جول ہوگا تو ایسے ہی لوگوں کا اثر طبیعت اور اخلاق پر پڑے گا۔ اس لئے ہمیشہ دوستی اور تعلق قائم کرتے وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ دینی اعتبار سے یہ تعلق مفید رہے گا یا نقصان دہ؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

’’اَلْمَرْأُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُخَالِلْ۔ (شعب الایمان: ۵۵/۷) ’’آدمی اپنے دوست کے نظریہ پر ہی سمجھا جاتا ہے اس لئے اچھی طرح غور کرلو کہ کس سے دوستی کررہے ہو؟ اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اچھے اور بُرے دوست کی مثال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

’’اِنَّمَا مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالْجَلِیْسِ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ، فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَكَ، وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً، وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا خَبِیْثَةً۔ (رواہ البخاری ومسلم عن ابی موسی الاشعری شعب الایمان ۵۴/۷، الترغیب والترہیب: ۹۸/۴)‘‘

نیک اور برے دوست کی مثال عطر فروش اور بھٹی دھوکنے والے کی طرح ہے، پس عطر فروش یا تو تمہیں مفت میں عطر دیدے گا یا تم اس سے عطر خرید لوگے، یا (کم از کم) اس کے پاس عمدہ خوشبو محسوس کروگے، اور بھٹی دھوکانے والا یا تو تمہارے کپڑے ہی جلادے گا، اور یا تم اس سے بری بو محسوس کروگے۔

بریں بنا اسلام میں اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے تعلق رکھنے کی بہت تاکید فرمائی گئی ہے، ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔(التوبۃ:۱۱۹)''

اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے اور رہو ساتھ سچوں کے۔

اسی طرح ہر ایسی مجلس سے بچنے کی تلقین کی گئی جس میں شرکت کرنے سے دین کا نقصان لازم آتا ہو یا بد دینوں کی تائید ہوتی ہو، ایک آیت مبارکہ میں بڑے مؤثر پیرایہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب بنا کر اُمت کو نہایت اہم ہدایت اس طرح دی گئی:

''وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭوَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔(الانعام:۶۸)''

اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو ان سے کنارہ کش ہو جا، یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں، اور اگر تجھ کو شیطان بھلا دے تو یاد کرنے کے بعد پھر ایسے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر وہ مجلس جو یادِ خدا سے غفلت کا ذریعہ ہو، یا کسی گناہ اور منکر کام پر مشتمل ہو اس میں شرکت کرنا، اور ایسے بدعمل اور بدعقیدہ لوگوں سے لگاؤ رکھنا جائز نہیں ہے۔ اگر مسلمان کو اپنا دین محفوظ رکھنا ہے تو اسے سب سے زیادہ اپنے ماحول کے تحفظ پر دھیان دینا ہوگا، ہمیشہ اچھے اور نیک لوگوں ہی سے تعلق رکھا جائے، اور بُرے لوگوں کی صحبت اور ان کے ساتھ رہن سہن سے پوری طرح اجتناب کیا جائے، اس کے بغیر اپنے دین اور اپنے اعمال کا تحفظ نہیں ہو سکتا۔

مالک بن مغول نقل کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''گناہوں میں مبتلا لوگوں (کے عمل) سے بغض اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرو اور اللہ کے نافرمانوں سے دور رہ کر اللہ کا قرب حاصل کرو، اور اللہ کے مجرموں کی ناراضگی کے ذریعہ اللہ کی رضامندی تلاش کرو، اہل مجلس نے عرض کیا کہ اے روح اللہ! پھر ہم کس طرح کے لوگوں کے ساتھ اُٹھا بیٹھا کریں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ ''ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جس کے دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آئے، اور جس کی گفتگو سے تمہارے اندر عمل کا شوق پیدا ہو اور

جس کے عمل کو دیکھ کر تمہارے اندر آخرت کی رغبت پیدا ہو"۔ (شعب الایمان:۷/۵۷)

یعنی ہمیشہ اچھے اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کی فکر کی جائے، اس لئے کہ آدمی کی پہچان اس کے دوستوں کے ذریعہ ہی ہوتی ہے، جس شخص کے دوست اور ساتھ رہنے والے باکردار اور بااخلاق ہوں تو یہ دلیل ہوتی ہے کہ وہ شخص بھی باوقار اور صاحب کردار ہے۔

سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص تمہارے لئے باعث اذیت ہو اُس سے کنارہ کش رہو، اور ہمیشہ نیک دوست کو تلاش کرو حالانکہ ایسا دوست تم بہت کم پاؤگے، اور اپنے معاملات میں صرف ان لوگوں سے مشورہ لیا کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوں"۔ (شعب الایمان:۷/۵۶)

وجہ یہ ہے کہ متقی شخص کبھی صرف منہ دیکھ کر مشورہ نہیں دے گا؛ بلکہ جو رائے اس کی نظر میں دنیا و آخرت کے اعتبار سے درست ہوگی وہی پیش کرے گا، اس کے برخلاف غیر متقی اور فاسق شخص دیانت و امانت کے بجائے ہمیشہ اپنا مفاد پیش نظر رکھتا ہے، اس کی نظر نہایت سطحی ہوتی ہے اور اس کے مشورے اکثر صواب پر مبنی نہیں ہوتے، اس لئے ایسے فساق وفجار کی بری صحبت سے ہر ممکن اجتناب کی ضرورت ہے۔

پھر یاد رکھنا چاہئے کہ "بری صحبت" کا مطلب صرف یہی نہیں ہے کہ غلط کار شخص سے براہ راست تعلق رکھا جائے؛ بلکہ بُری صحبت میں وہ ناول اور افسانے اور جھوٹی کہانیاں بھی شامل ہیں جو عام طور پر وقت گذاری کے لئے پڑھی جاتی ہیں یہ بھی اخلاق کو بگاڑنے میں بری صحبت ہی کے درجہ میں ہیں، اس لئے ایسے تمام مخرب اخلاق لٹریچر کے مطالعہ سے بچنا بھی ضروری اور لازم ہے۔ اسی طرح موجودہ دور میں بری صحبت کا سب سے بڑا ذریعہ "ٹیلی ویژن" ہے، جس کے ذریعہ آج گھر گھر قومی اور بین الاقوامی بدکاروں سے آشنائی عام ہو رہی ہے؛ لہٰذا اس طرح کی حیا سوز چیزوں سے بھی دور رہنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اور جو حضرات معاشرہ میں دین دار کہلاتے ہیں انہیں بہت زیادہ ایسی بے حیائیوں سے احتراز کرنا چاہئے؛ تاکہ ان کی غلط حرکتوں کی وجہ سے دین اور اہل دین بدنام نہ ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا اور آخرت میں بُرے ساتھیوں سے پوری طرح محفوظ رکھے۔ آمین

امثال وعبر
حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شاہ شجاع کرمانیؒ کے حالات ومناقب

تعارف:- آپ شاہی خاندان سے تعلق رکھنے کے باوجود بہت ہی عظیم المرتبت بزرگ ہوئے ہیں اور آپ کی تصانیف میں مراۃ الحکماء بہت مشہور تصنیف ہے۔اس کے علاوہ آپ کو بے شمار بزرگوں سے شرف نیاز حاصل رہا جن میں حضرت ابوتراب بخشی اور یحییٰ بن معاذ جیسی بزرگ ہستیاں بھی شامل ہیں اور جب آپ نیشا پور پہنچے تو حضرت ابوحفص نے اپنی عظمت وبرتری کے باوجود آپ کا احترام کرتے ہوئے فرمایا کہ جس کو عبا میں تلاش کرتا تھا اس کو قبا میں پایا۔

حالات:- آپ مکمل چالیس سال تک نہیں سوئے اور جب آنکھیں نیند سے بھاری ہونے لگتیں تو نمک بھر لیتے لیکن چالیس سال کے بعد آپ ایک مرتبہ سوئے تو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے تجھے بیداری میں تلاش کیا لیکن خواب میں پایا،ندا آئی کہ یہ اس بیداری کا معاوضہ ہے۔اس کے بعد سے آپ نے سونے کو اس لئے اپنا معمول بنالیا کہ شاید پھر جلوۂ خداوندی نظر آجائے اور اپنے اس خواب پر اس قدر نازاں تھے کہ یہ فرمایا کرتے اگر اس خواب کے معاوضہ میں مجھے دونوں عالم بھی عطا کئے جائیں جب بھی قبول نہیں کروں گا۔

جب آپ کے یہاں لڑکا تولد ہوا تو اس کے سینہ پر سبز حروف میں اللہ جل شانہ،تحریر تھا لیکن جب شعوری عمر کو پہنچا تو لہو ولعب میں مشغول رہ کر بربط پر گانا گایا کرتا تھا۔چنانچہ رات کے وقت جب ایک محلّہ سے گاتا ہوا گذرا تو ایک نئی دلہن جو اپنے شوہر کے پاس نہ سوئی ہوئی تھی مضطربانہ طور پر اُٹھ کر باہر جھانکنے لگی،دریں اثنا جب شوہر کی آنکھ کھلی تو بیوی کو اپنے پاس نہ پا کر اُٹھا اور بیوی کے پاس پہنچ کر اس لڑکے سے مخاطب ہو کر کہا کہ شاید ابھی تیری توبہ کا وقت نہیں آیا۔ یہ سن کر لڑکے نے تاثر آمیز انداز میں کہا کہ یقیناً وقت آچکا ہے اور یہ کہہ کر بربط توڑ دیا اور اسی دن سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو گیا اور اس درجہ کمال تک پہنچا کہ اس کے والد فرمایا کرتے تھے کہ جو

مقام مجھے چالیس سال میں حاصل نہ ہوا وہ صاحبزادے کو چالیس یوم میں مل گیا۔

شاہ کرمان نے آپ کی صاحبزادی کے ساتھ نکاح کرنے کا پیغام بھیجا تو آپ نے تین یوم کی مہلت طلب کی اور تین دنوں میں مسجد کے اطراف اس نیت سے چکر کاٹتے رہے کہ کوئی درویش کامل مل جائے تو میں اس سے نکاح کردوں۔ چنانچہ تیسرے دن ایک بزرگ خلوص قلب کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتے ہوئے مل گئے تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا تم نکاح کے خواہش مند ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں تو بہت مفلوک الحال ہوں۔ مجھ سے کون اپنی لڑکی کا نکاح کرسکتا ہے، لیکن آپ نے فرمایا کہ میں اپنی لڑکی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔ چنانچہ باہمی رضامندی سے نکاح ہوگیا۔ اور جب صاحبزادی اپنے شوہر کے گھر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک کونے میں پانی اور ایک ٹکڑا سوکھی ہوئی روٹی کا رکھا ہوا ہے اور جب شوہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ آدھا پانی اور آدھی روٹی کل کھالی تھی اور آدھی آج کیلئے بچارکھی تھی۔ یہ سن کر جب بیوی نے اپنے والدین کے یہاں جانے کی خواہش کی تو شوہر نے کہا کہ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ شاہی خاندان کی لڑکی فقیر کے ساتھ گذارا نہیں کرسکتی لیکن بیوی نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں بلکہ میں تو اپنے والد سے یہ شکایت کرنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرا نکاح کسی متقی سے کررہا ہوں مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ میرا نکاح تو ایسے شخص سے کردیا گیا ہے جو خدا پر قانع نہیں ہے اور دوسرے دن کے لئے کھانا بچا کر رکھتا ہے جو توکل کے قطعاً منافی ہے لہٰذا اس گھر میں یا تو میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔

حضرت ''ابوحفص'' نے آپ کو تحریر کیا کہ جب میں نے اپنے عمل ونفس اور معصیتوں پر نگاہ ڈالی تو مایوسیوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ آپ نے جواب میں تحریر کیا کہ میں نے آپ کے مکتوب کو اپنے قلب کے لئے آئینہ بنالیا ہے کیونکہ اگر نفس سے مخلصانہ مایوسی ہوگی تو خدا تعالیٰ سے آس ہوگی اور جب خدا سے آس ہوگی تو خوف پیدا ہوگا اور جب خوف پیدا ہوگا تو نفس کی جانب مایوسی ہوگی اور جب نفس سے مایوسی ہوگی تو خدا کی یاد بھی ہوسکے گی اور جب خدا کی یاد مکمل ہوگی تو استغنا پیدا ہوگا اور مستغنی ہونے کے بعد ہی خدا کا وصال ہوسکتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ آپ کے گہرے دوستوں میں سے تھے۔ چنانچہ جب دونوں ایک

ہی شہر میں جمع ہوئے تو حضرت یحییٰ نے اپنی مجلس وعظ میں آپ کو بھی دعوت دی لیکن آپ نہیں گئے اور جب ایک دن حضرت یحییٰ کے پاس پہنچے تو ایک گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔ اس وقت حضرت یحییٰ وعظ گوئی میں مشغول تھے لیکن اچانک زبان بند ہوگئی تو آپ نے کہا کہ اس مجلس میں شاید مجھ سے بھی بہتر کوئی واعظ موجود ہے۔ جس کے تصرف نے میری زبان بند کردی ہے۔ یہ سن کر آپ سامنے آئے اور فرمایا کہ میں اسی وجہ سے اس مجلس وعظ میں شریک ہونا نہیں چاہتا تھا۔

ارشادات:- آپ فرمایا کرتے تھے کہ اہلِ فضل اور اہلِ ولایت اسی وقت تک قائم رہتی ہے جب تک وہ اپنے فضل وولایت کو فضل وولایت تصور نہیں کرتے۔ فرمایا کہ فقر خدا کا ایک راز ہے اور جب تک فقراء اس کو پوشیدہ رکھتے ہیں امین ہوتے ہیں اور افشائے راز کے بعد ان سے فقر طلب کرلیا جاتا ہے۔

فرمایا کہ صدق کی تین علامتیں ہیں۔ اول دنیا سے نفرت کا اظہار، دوم مخلوق سے دوری، سوم خواہشات پر غلبہ حاصل کرنا، فرمایا کہ خوفِ الٰہی کا مفہوم ہمیشہ خائف رہنا ہے اور سب سے بڑا خائف وہ ہے جو دکھاوے کے لئے حقوق اللہ کی تکمیل نہ کرتا ہو، فرمایا کہ صبر کی تین علامتیں ہیں ترکِ شکایت، صدقِ رضا اور قبولیت رضا۔ فرمایا کہ میری مثال اس زندہ مرغ کی سی ہے جس کو سیخ پر لگا کر آگ میں رکھ دیا جائے اور چاروں طرف سے آگ دھکائی جائے۔

وفات:- آپ کے وصال کے بعد حضرت علی سیرجانی آپ کی قبر پر فقراء کو کھانا تقسیم کیا کرتے تھے، ایک مرتبہ انہوں نے دُعا کی کہ یا اللہ اس وقت کسی مہمان کو بھیج دے تاکہ میں اس کے ہمراہ کھانا کھاؤں۔ چنانچہ اسی وقت ایک کتا آگیا، لیکن آپ نے اس کو دھتکار کر بھگادیا، اس کے جاتے ہی ندائے غیبی آئی کہ خود ہی مہمان کو دھتکار دیتے ہو، یہ ندا سن کر آپ مضطربانہ طور پر کتے کی جستجو میں نکل کھڑے ہوئے اور تلاش بسیار کے بعد جب وہ ایک جنگل میں مل گیا تو آپ نے کھانا اس کے سامنے رکھ دیا لیکن اس نے نہیں کھایا جس کی وجہ سے احسان ندامت کرتے ہوئے آپ نے توبہ کی۔ توبہ کے بعد آپ سے کتے نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا ورنہ اگر شاہ کرمانی کے مزار سے ہٹ کر اس قسم کی حرکت کرتے تو ناقابل فراموش سزا کے مستوجب ہوتے۔

نورِ نبوت

مولانا مفتی محمد ابراہیم صاحب

متفرق سنتیں

(۳۳) بُرے ناموں کو اچھے ناموں سے بدلنا۔

(۳۴) قرآن مجید کی تلاوت خوش الحانی کے ساتھ کرنا۔

(۳۵) دوسروں سے قرآن مجید سنانے کی فرمائش کرنا۔

(۳۶) رمضان المبارک میں کثرت سے تلاوت کا اہتمام کرنا۔

(۳۷) رمضان المبارک میں قرآن مجید کا دور کرنا۔(یعنی ایک دوسرے کو قرآن مجید سنانا)

(۳۸) گھروں میں مساجد (جائے نماز) بنانا۔

(۳۹) نوافل گھر میں ادا کرنا۔

(۴۰) نیک عمل میں دوام اور ہمیشگی اختیار کرنا۔

(۴۱) تعجب کے وقت سبحان اللہ کہنا۔

(۴۲) بھولنے کے اندیشہ سے انگلی وغیرہ میں کوئی نشان لگالینا۔

وضاحت: پُرانے زمانے میں یہ طریقہ رائج تھا، اس کی جگہ اب یادداشت کے طور پر لکھ لیا جاتا ہے، اس زمانہ میں چونکہ لکھنا پڑھنا کم تھا اس لئے یہ طریقہ تھا۔

(۴۳) ہر اسلامی ماہ کا چاند دیکھنا، بالخصوص ۲۹ رشعبان کو رمضان کے چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا۔

(۴۴) افطاری میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنا۔

(۴۵) رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مردوں اور عورتوں کا اعتکاف کرنا (مرد مساجد میں اور خواتین گھر کی جائے نماز میں اعتکاف کا اہتمام کریں)۔

(۴۶) اعتکاف کی جگہ چادریں لٹکانا اور بستر لگانا۔

(جاری)

بعض شرعی احکام کی مصلحتیں

سوال وجواب

غیر مسلموں کی جانب سے چند اعتراضات کا جواب درکار ہے اُمید ہے کہ آپ جواب ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

۱۔ اسلام میں کثیر الازدواجی Poly Gamy کی اجازت کیوں ہے اور Poly Yandry کیوں ممنوع ہے؟ اگر اولاد کی شناخت کا مسئلہ ہے تو یہ تو خون کے ایک سادہ سے ٹیسٹ سے حل ہوجاتا ہے۔ عورتیں چار شادی کا مطالبہ کریں تو کیا دلائل ہیں؟

۲۔ اسلام میں خنزیر کیوں حرام ہے؟ اس کی اخلاقی طبی وجوہ ارشاد فرمائیں اور یہ ثابت فرمایئے کہ اس کا گوشت کیوں مضر ہے؟

۳۔ اسلام سے پہلے شراب پی جاتی تھی یہ کیوں ممنوع نہ تھی؟

۴۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو غصے، غلط فہمی یا شدید مجبوری کی حالت میں طلاق دے دے اور دوبارہ اس سے شادی کرنا چاہے تو مرد کی اس غلطی کی سزا اس بے چاری بے گناہ مظلومہ عورت کو حلالہ کی صورت میں کیوں دی جاتی ہے؟ کرے کوئی بھرے کوئی۔

۵۔ اسلام میں (معاذ اللہ) عورت کو کمتر مخلوق کیوں تصور کیا جاتا ہے؟ مثلاً جائیداد میں آدھا حصہ، آدھی گواہی، عقیقہ میں آدھی قربانی، طلاق کا حق نہ ہونا، اگر خلع لینا چاہے تو اپنے حق مہر سے دستبردار ہونا پڑے۔ وغیرہ وغیرہ۔

جواب

آپ کے سوالات کے جواب سے پہلے دو اُصولی باتیں عرض کرتا ہوں۔

غیر مسلموں سے گفتگو

۱۔ غیر مسلموں سے جب کبھی اسلام کے بارے میں گفتگو کی نوبت آئے تو گفتگو ہمیشہ اصول اسلام پر ہونی چاہئے۔ جزوی احکام پر نہیں۔ کیونکہ تمام جزوی احکام دراصل اصولوں پر مبنی ہیں۔ جب تک انسان ان اصولوں کا قائل نہ ہو، جزوی احکام کی حکمتیں ٹھیک سمجھ میں نہیں آسکتیں اور ایک کے بعد دوسرے حکم پر اعتراض کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ہر حکم کی مصلحت سمجھ میں آنا ضروری نہیں

۲۔ اللہ کا کوئی حکم حکمتوں سے خالی نہیں ہے، لیکن ضروری نہیں ہے کہ ہر حکم کی مصلحت کلی طور پر انسان کی سمجھ میں آجائے۔ اگر ہر حکم کی مصلحت انسان کی سمجھ میں آجاتی تو اللہ تعالیٰ کو وحی کے ذریعے احکام عطا فرمانے کی ضرورت نہ تھی، صرف اتنا کہہ دیا جاتا کہ مصلحت اور حکمت کے مطابق عقل سے کام لے کر عمل کرو۔ شریعت کے احکام تو آتے ہی عموماً اس جگہ پر ہیں جہاں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ اگر اس معاملے کو صرف انسانی عقل کے حوالے کیا گیا تو وہاں وہ ٹھوکر کھائے گا۔ لہٰذا اگر کسی حکم کی پوری مصلحت سمجھ میں نہ آئے تو اس حکم سے انکار نہیں کیا جائے گا۔ دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کردو۔ بظاہر اس حکم میں کوئی مصلحت نہ تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مصلحت نہیں پوچھی فوراً عمل کرنے پر تیار ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ کو حکیم مطلق اور اپنا پروردگار مان لیا تو اس کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ اس کے ہر حکم کو بجالایا جائے اور حکمت و مصلحت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

اگر آپ ایک ملازم رکھیں لیکن جب آپ اسے کسی کام کا حکم دیں تو وہ پہلے آپ سے اس

کی مصلحت بتانے کا مطالبہ کرے تو کیا وہ ملازم وفادار سمجھا جائے گا یا برطرف کرنے کا مستحق ہوگا؟ جب ایک ملازم کا یہ حال ہے تو بندے کا معاملہ اپنے مالک کے ساتھ خود سوچ لیجئے۔

لہٰذا اصل تو یہ ہے کہ شرعی احکام کی مصلحتوں کے زایدہ درپے نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم بہت سے شرعی احکام کی کچھ مصلحتیں انسان کو سمجھ میں آجاتی ہیں۔ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''احکام اسلام عقل کی نظر میں'' انہی مصلحتوں کو بیان کرنے کے لئے لکھی گئی ہے کبھی اس کا مطالعہ فرمالیں۔

اس تمہید کے بعد آپ کے سوالات کا مختصر جواب حاضر ہے۔

ا۔ مردوں کو چار شادیوں کی اجازت کیوں؟

یہ ایک حیاتیاتی حقیقت ہے کہ اگر ایک مرد چار عورتوں کے پاس جائے تو چاروں کو حاملہ بنا سکتا ہے۔ لیکن ایک عورت چار مردوں کے پاس جائے تو وہ ایک ہی سے حاملہ ہوگی۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فطرت کے لحاظ سے عورت یک زوجی کے لئے پیدا کی گئی ہے نہ کہ مرد۔ اس کے علاوہ مرد پر ایسا کوئی زمانہ معمولاً نہیں آتا جب وہ جنسی تعلق کے قائل نہ ہو۔ لیکن عورت پر حیض ونفاس اور حمل کے ایام میں ایسے دور باقاعدہ آتے ہیں جب وہ جنسی تعلق کے قابل نہیں ہوتی۔ لہٰذا مرد کو جنسی تسکین کے لئے زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ عورت کو اس کی ضرورت نہیں۔

۲۔ خنزیر کیوں حرام ہے؟

خنزیر کے طبی نقصانات سینکڑوں اطباء اور ڈاکٹروں نے بیان کئے ہیں اور اخلاقی نقصان یہ ہے کہ اس سے قوت بہیمیہ میں اضافہ ہوتا ہے، جس کا مشاہدہ آپ دن رات مغرب میں کرتے ہیں۔

۳۔شراب ایک دم سے کیوں حرام نہیں ہوئی؟

اسلام کے احکام بتدریج آئے ہیں ایک دم سے سارے احکام آجاتے تو عمل مشکل ہوتا اس لئے رفتہ رفتہ کر کے بری عادتیں چھڑالی گئیں۔

۴۔''حلالہ'' کیوں؟

یہ خیال غلط ہے کہ ''حلالہ'' کوئی تدبیر ہے جس پر عورت کو مجبور کیا جارہا ہے۔اصل یہ ہے کہ جس شخص نے اللہ کی مقرر کی ہوئی تمام حدود کو پامال کر کے تینوں طلاقیں دے دیں، وہ اب اس لائق نہیں کہ ایک شریف عورت اس کے پاس رہے۔لہٰذا حکم یہ ہے کہ اب اس سے نکاح نہ کرو کوئی اور شوہر تلاش کرو۔ہاں اگر اس شوہر سے بھی نبھاؤ نہ ہوا اور وہ ازخود طلاق دے دے تو اس صورت میں اُمید ہے کہ پہلا شوہر کچھ سبق حاصل کر چکا ہوگا اس لئے اگر اب اس سے نکاح کرنے پر بیوی رضامند ہو تو اس کی اجازت دے دی گئی ہے اور یہ جو محض حیلہ کے طور پر ''حلالہ'' کیا جاتا ہے وہ شریعت کے منشاء کے خلاف ہے۔

۵۔کیا عورت کمتر مخلوق ہے؟

عورت ہرگز کمتر مخلوق نہیں۔البتہ مرد کے مقابلے میں کمزور ضرور ہے۔جیسا کہ مشاہدہ ہے۔اس لئے کسب معاش کی ذمہ داری اس پر نہیں ڈالی گئی۔اس کی کمزوری اور بعض دوسری نفسیات کے پیش نظر مرد کو اس کے کسب معاش کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے اور جب وہ کسب معاش کی ذمہ دار نہیں تو جائیداد میں بھی اس کا حصہ آدھا اور کسب معاش کے ذمہ دار کا حصہ پورا ہے۔(اسلام کے سوا کسی مذہب میں تو آدھا حصہ بھی نہیں ہے)۔

یہ تمام موضوعات تفصیل طلب ہیں اور ایک خط میں ساری بات کو سمیٹنا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے آپ ''مسلمان عورت'' از مولانا ابوالکلام آزاد کا مطالعہ فرمالیں۔

اورادووظائف
از: مرتب

دُعا برائے آسانیٔ محاسبہ

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے امّاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں دُعاء مانگتے سنا:

''اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا''

یعنی اے اللہ! میرا حساب آسان طریقہ سے لیجیو، تو میں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آسان حساب کیسے ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رب العالمین بندہ کے نامۂ اعمال دیکھیں گے پھر عفوودرگذر کا معاملہ فرمائیں گے اس لئے کہ جس سے اس دن جھڑتی ہوجائے اے عائشہؓ! سمجھو کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

اس حدیثِ مبارکہ میں نصیحت ہے کہ مؤمن کو ہروقت اللہ رب العزت کے سامنے پیشی کا ہمیشہ استحضار رہے اور زندگی کا ہر عمل اس استحضار کے سایہ میں کرتا رہے جس سے نیکیوں کی توفیق عطا ہوگی اور گناہوں سے بچنے کی بھی اس لئے کہ ہمارا ہر عمل لکھا جارہا ہے اور روزِ قیامت اللہ کے دربار میں ہمارا نامہ اعمال کھول کر رکھ دیا جائے گا تو اس میں زندگی کے تمام گوشہ لکھے ہوئے ہوں گے کوئی لحظہ اس سے بچا ہوا نہیں رہے گا اس وقت پچھتاوے سے بچانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی تیاری کا حکم فرمادیا جس میں پہلے تو اعمال کی درستگی ہے اور پھر اللہ سے دُعائیں بھی مانگنی چاہئے کہ اے اللہ! میرے حساب وکتاب کو آسان فرمادیجئے اس طرح خوف ورجاء والی کیفیت کے ذریعہ آخرت کا بیڑا پار ہوجائے گا۔

مسک الحرمین

حضرت مولانا قاری سید صدیق احمد صاحب ثاقبؔ باندوی رحمۃ اللہ علیہ

شوق مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تمنا ہے کہ گلزارِ مدینہ اب وطن ہوتا
وہاں کے گلشنوں میں کوئی اپنا بھی چمن ہوتا

بسر اب زندگی اپنی دیارِ قدس میں ہوتی
وہیں جیتا وہیں مرتا، وہیں گور و کفن ہوتا

میسر بال و پر ہوتے تو میں اُڑ کر پہنچ جاتا
زہے قسمت کہ اپنا آشیاں ان کا چمن ہوتا

مقدر سے رسائی ان کے در تک کاش ہوجاتی
متاعِ جاں نثارِ روضۂ شاہِ زمن ہوتا

سبھی کچھ ہے مگر جب وہ نہیں تو کچھ نہیں حاصل
جہاں میں ہوں وہیں اے کاش وہ جلوہ فگن ہوتا

خدا شاہد کہ ہم سارے جہاں پر حکمراں ہوتے
رسول پاکؐ کی سنت اگر اپنا چلن ہوتا

تمنا ہے کہ کٹتی عمر، ان کے آستانے پر
عنایت جلوہ گر ہوتی کرم سایہ فگن ہوتا

خوشا قسمت کہ ہوتا کوچۂ محبوب میں مسکن
انھیں کی راہ میں قربان اپنا جان و تن ہوتا

یہی ہے آرزو ثاقبؔ یہی اپنی تمنا ہے
کہ پیوندِ بقیعِ پاک اپنا بھی بدن ہوتا

AL-MAARIF

By: JAMIYA RAHEEMIYA KHAIRUL MADARIS
(Under Supervision of Raheemi Trust)
Beside: Masjid -e- Ashraf
Deeramathi 2nd Street, Pernambut - 635810.
Vlr Dist. Tamil Nadu (India) P.O. Box No: 32
Cell: +91 9894306751, +91 9894641484.

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

رحیمی ٹرسٹ کے اغراض ومقاصد

۱	مسلم محلوں میں حسبِ ضرورت چھوٹی چھوٹی مسجدوں کا انتظام کرنا۔
۲	مدارس دینیہ کے ذریعہ دینی تعلیم وتربیت مع عصری تعلیم کا انتظام کرنا۔
۳	پسماندہ نواحی علاقوں سے طلبہ کو لاکران کیلئے طعام اور وظائف کا اہتمام کرتے ہوئے بہترین دینی تعلیم وتربیت فراہم کرنا۔
۴	مسجدوں کے احاطہ میں اسکول کے طلبہ وطالبات کیلئے مفت قرآنی دینی تعلیم کا انتظام۔
۵	علماءحقانی کے مواعظ کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی فکر اور جدوجہد۔
۶	صحیح اسلامی عقائد اور مسائل کی بوقت ضرورت اشاعت۔
۷	غریب ونادار لڑکیوں کی شادی میں حسب استطاعت مالی امداد کرنا۔